شریعت، طریقت اور اجتماعیت پر مبنی دینی شعور کا نقیب

ماہنامہ رحیمیہ لاہور

بانی: حضرت اقدس مولانا **شاہ سعید احمد** رائے پوری قدّس اللّٰہُ سِرّہٗ السّعید مسند نشین رابع خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

مدیرِاعلیٰ: حضرت اقدس مولانا مفتی **عبدالخالق آزاد** رائے پوری جانشین حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ

مئی 2023ء / شوال المکرّم ۱۴۴۴ھ • جلد نمبر 15، شمارہ نمبر 5 • قیمت: 30 روپے • سالانہ ممبر شپ: 350 روپے

مجلسِ ادارت

سرپرست: ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن
صدر: مفتی عبدالمتین نعمانی
مدیر: محمد عباس شاد

ترتیبِ مضامین

- غضبِ الٰہی کا نتیجہ؛ سیاسی ذلت اور معاشی بدحالی
- سرمایہ داروں کے سامنے جھکنے کا انجام
- حضرت اَسعد بن زُرارہ اَنصاری خزرجی نجاری رضی اللہ عنہٗ
- فرسودہ سیاسی نظام کا عوام سے کھلواڑ
- صبح، شام اور سونے کے وقت کے اذکار (3)
- ڈالر کا زوال اور اس کے پاکستانی معیشت پر اثرات
- چینی صدر کا دورۂ رُوس
- امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ اس دور کے امام ہیں
- کائنات اور انسان بارے دینی فلسفے کی برتری
- ''البُدُور البَازِغَة'' کے تین بنیادی مقالات کا خلاصہ
- ''البُدُور البَازِغَة'' کے نسخے کی طباعتی رُوداد
- شیرِ پنجاب رائے احمد خان کھرل شہیدؒ
- تقریبِ رونمائی کتاب ''النُّجُومُ السّاطِعَة شرح البُدُور البَازِغَة''
- 'سب کچھ ہے اپنے دیس میں، روٹی نہیں تو کیا'
- دینی مسائل

ارشادِ گرامی

حضرت اقدس مولانا **شاہ عبدالقادر** رائے پوری قدس سرہ — مسند نشینِ ثانی خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

ایک مولوی صاحب نے دریافت کیا کہ شیخ (مرشد) کے ساتھ (مرید) کس طرح (کے) ادب و آداب سے رہے، جس سے مرید کو فائدہ پہنچے؟

حضرت اقدس نے فرمایا کہ:

''اصل' اس (روحانی تربیت) میں (مرشدِ صالح سے) محبت ہے۔ (یہی) محبت خود آداب کی اُستاد ہے۔ اور کم از کم یہ ہے کہ (اس سے متعلق) اعتراض، جی (دِل) میں نہ رکھے اور (اس کی ہدایات کی) مخالفت نہ ہو تو (اسی صورت میں روحانی) فائدہ (مرید کو اس کے) حسبِ استعداد پہنچتا ہی ہے۔ (تربیت و تزکیہ میں) اصل تو اللہ کا ذکر (یعنی اس کا اہتمام رکھنا) ہے اور (اس کے ساتھ) اللہ کے نیک بندوں (اصحابِ تزکیہ وسلوک) کی صحبت (اختیار کرنا) ہے''۔

(۱۳ر رمضان المبارک ۱۳۶۸ھ/ 10ر جولائی 1949ء، بروز: اتوار۔ مقام: رائے پور)

(ارشاداتِ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص: 395-394، طبع: رحیمیہ مطبوعات، لاہور)

رحیمیہ ہاؤس، 33/A کوئینز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور
0092-42-36307714,36369089-www.rahimia.org
Email: info@rahimia.org

رحیمیہ کا انگلش ایڈیشن ہماری ویب سائٹ پر پڑھا جاسکتا ہے۔

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور

غضبِ الٰہی کا نتیجہ؛ سیاسی ذلت اور معاشی بدحالی

سورت البقرہ کی گزشتہ آیات (87 تا 89) میں بنی اسرائیل کی اس خرابی کا تذکرہ تھا کہ وہ اپنی خواہشات کے برخلاف اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی جامع دینی تعلیمات کا بڑے تکبر سے انکار کرتے اور دین میں تفریق اور تقسیم پیدا کر کے خواہشات کے پیروکار بنے ہوئے تھے۔ اور بے شعوری کا غلاف اُن کے دلوں پر چڑھا ہوا تھا۔

اس آیت (90) میں واضح کیا جا رہا ہے کہ بنی اسرائیل نے یہ بہت ہی بُرا سودا کیا ہے اور وہ اللہ کے جامع احکاماتِ دین سے اپنی بغاوت کے سبب غضب در غضب میں مبتلا ہوئے ہیں اور سیاسی اور معاشی ذلت کے عذاب کے مستحق قرار پائے ہیں۔

بِئۡسَمَا اشۡتَرَوۡا بِهٖٓ اَنۡفُسَهُمۡ اَنۡ يَّكۡفُرُوۡا بِمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ (بُری چیز ہے وہ جس کے بدلے بیچا انھوں نے اپنے آپ کو، کہ منکر ہوئے اس چیز کے جو اُتاری اللہ نے): اس آیتِ مبارکہ میں یہودیوں کی کاروباری اور تاجرانہ ذہنیت کے تناظر میں ایک بہت ہی بُرے اور انتہائی خسارے کے حامل سودے کا ذکر ہے۔ انھوں نے ایک طرف اللہ کے نازل کردہ پیغامِ حق – جو دین کی تمام تعلیمات کا جامع ہے – کو بیچ کر جو اپنے نفسوں کی خواہشات اور مفادات خریدے ہیں، یہ انتہائی خسارے کا سودا ہے۔ اس طرح یہودیوں نے یہ عادت اپنا لی ہے کہ وہ دینِ حق کی صرف اُن باتوں کو قبول کرتے ہیں، جو اُن کی ذاتی اور گروہی رائے کے مطابق اور اپنی نفسانی خواہشات کے موافق ہوتی ہیں۔ ایسے رجعت پسند لوگ عام طور پر دین کی ظاہری رسومات پر تو دکھاوے کے لیے ضرور عمل کرتے ہیں، لیکن اجتماعی تقاضوں اور دین کے مطابق سیاسی اور معاشی نظام بنانے سے روگردانی کرتے ہیں، تاکہ حکومتی مفادات اور مالی لوٹ کھسوٹ کو نقصان نہ پہنچے۔

بَغۡيًا اَنۡ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ ۚ (اس ضد پر کہ اُتارے اللہ اپنے فضل سے جس پر چاہے اپنے بندوں میں سے): یہودی یہ سب کچھ اس لیے کرتے ہیں کہ انھوں نے دینِ حق کے اس قانون سے بغاوت کی ہے کہ ”اللہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے کسی پر بھی نازل کر سکتا ہے“۔ انھوں نے ذاتی اور طبقاتی مفادات کے لیے یہ نظریہ گھڑ لیا ہے کہ اللہ کا فضل صرف بنی اسرائیل پر ہی ہوگا اور آخری نبی بھی انھیں میں سے آئیں گے۔ انھوں نے بزعمِ خویش یہ تصور باندھ لیا ہے کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ہزاروں انبیا علیہم السلام بنی اسرائیل میں سے ہیں تو آخری نبی بھی انھیں میں سے ہونے چاہئیں۔ حال آں کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے، کر سکتا ہے۔ چناں چہ اس دور میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نبوت نازل کر کے یہ فضل بنی اسماعیل پر کیا ہے۔ یہودیوں کا ضد کرتے ہوئے حضرت محمد ﷺ پر نازل ہونے والے اللہ کے احکامات کی خلاف ورزی کرنا سراسر بغاوت اور جرم ہے۔

فَبَآءُوۡ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ؕ (سو کما لائے غصہ پر غصہ): اس بغاوت کے سبب یہودی' اللہ کے غضب در غضب میں مبتلا ہوئے ہیں۔ اس لیے کہ انھوں نے اپنی خواہشات کے برخلاف آنے والے تمام انبیاؑ کی مخالفت کی ہے۔ ہر ایک نبیؑ کی مخالفت کے نتیجے میں غضب کی تہہ ان کے وجود پر چڑھتی چلی گئی ہے۔ اس طرح یہ حقیقت بالکل واضح ہوگئی کہ قرآنی زبان میں اُن اقوام کے لوگوں کے لیے غضبِ الٰہی کا اطلاق کیا ہے کہ جو دین کی جامع تعلیمات کو جانتے ہوں، اُس کا پورا علم بھی رکھتے ہوں، لیکن ذاتی اور گروہی مفادات کے لیے اُس پر عمل نہ کرتے ہوں، خاص طور پر اُن رسمی اہلِ مذاہب پر اس کا اطلاق ہوتا ہے، جو دین کے عملی نظام اور اُس کی حکومت قائم کرنے کی جدوجہد نہ کریں۔ انسانی معاشرے میں جو لوگ اپنے آپ کو کسی دینی فکر و عمل کے پیروکار کہتے ہوں اور وہ اُس فکر و عمل کے مطابق اپنی سیاسی طاقت اور حکومت قائم نہ کریں، اور اَغیار کی غلامی کے تحت زندگی بسر کرنے کی عادت بنا لیں اور ہر غلام بنانے والی سامراجی طاقتوں کے سامنے مغلوب ہو کر زندگی بسر کریں، وہی غضبِ الٰہی کے مستحق ہوتے ہیں۔

وَلِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ (اور کافروں کے واسطے عذاب ہے ذلت کا): دینِ حق کی تعلیمات کا عملی طور پر انکار کرنے والے ہمیشہ ذلت آمیز عذاب میں مبتلا رہتے ہیں۔ خاص طور پر وہ تعلیمات جو نبیٔ برحق کے ذریعے سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے نازل کی ہوں، اور ان کا علمی اور عملی انکار کر کے زندگی بسر کرتے ہوں، تو وہ ہمیشہ سیاسی ذلت اور معاشی بدحالی کے خوف ناک عذاب میں زندگی بسر کرتے ہیں۔

امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ جب کسی مذہبی قوم میں رجعت پسندی پیدا ہو جاتی ہے اور وہ اپنے افکار و تعلیمات کو غالب کرنے کے اجتماعی شعور سے عاری ہو جاتی ہے اور اُس میں سے اپنے نظامِ فکر و عمل پر پُر جوش اقدام کی عملی سوچ ختم ہو جاتی ہے تو آہستہ آہستہ اس پر ایسے مزعومہ تخیلات و تصورات کا غلبہ ہو جاتا ہے، جن پر عمل کرنا دور کے تقاضوں کے مطابق انتہائی محال ہوتا ہے۔ اُن میں یہ بے شعوری پیدا ہوتی ہے کہ وہ دور کے تقاضوں اور اپنے مزعومہ تخیلات و تصورات کے درمیان تطبیق پیدا کر سکنے سے عاری ہو جاتے ہیں۔ اس کی سب سے بڑی مثال یہودیوں کی ہے۔ اُن کی خرابی کی بڑی وجہ یہی رجعت پسندی تھی۔ وہ دین کی حکومت قائم کرنے سے جب عاجز آ گئے تو ایک نجات دہندہ کے انتظار میں بیٹھ گئے۔ اور جب نجات دہندہ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں مبعوث ہوئے تو انھوں نے نہ صرف اُن کا انکار کیا اور جھٹلایا، بلکہ اُن کے قتل کے درپے ہو گئے۔ اور بزعمِ خویش انھوں نے انھیں قتل بھی کر دیا۔ اسی طرح جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے دین کے سیاسی عمل سے عاری ہو گئے تو وہ بھی ایک نجات دہندہ آخری نبی کی آمد کے انتظار میں بیٹھ گئے، لیکن جب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لائے تو بنی اسرائیل کی ان دونوں رجعت پسند جماعتوں؛ یہودیوں اور عیسائیوں نے اُن کی تعلیمات سے بھی بغاوت کی اور اُس کا انکار کیا۔ زوال پذیر اقوام اسی طرح قوتِ عمل سے عاری ہو کر کسی نجات دہندہ کے انتظار میں بیٹھ جاتی ہیں اور اس طرح دینِ حق کی جامع تعلیمات کا انکار کر کے غضبِ الٰہی کا شکار ہو جاتی ہیں اور ذلت آمیز سیاسی اور معاشی عذاب میں مبتلا ہوتی ہیں۔

از: مولانا ڈاکٹر محمد ناصر، جھنگ

سرمایہ داروں کے سامنے جھکنے کا انجام

عَنْ عَبْدِ اللّٰہ بنِ مَسعودؓ قال: ”وَ مَنْ خَضَعَ لِغَنِیٍّ، و وضع له نفسَه، إعظامًا له، وطمعًا فیما قبله، ذهب ثُلُثَا مُرُوْءَ تِه و شَطْرِ دِيْنِه“.

(حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

”جس شخص نے سرمایہ دار کے سامنے پستی اختیار کی اور اپنے آپ کو اُس کی عظمت کے سامنے گرایا اور دُنیاوی لالچ کی خاطر اس کا سامنا کیا، اس کی دو تہائی عزت و مروّت اور دین کا ایک حصہ برباد ہوگیا“۔) (الجامع شعب الایمان، حدیث: 8232)

دینِ اسلام کی تعلیمات تقاضا کرتی ہیں کہ انسان باوقار اور بڑی مروّت کے ساتھ زندگی بسر کرے۔ اور مروّت یہ ہے کہ انسان اچھے آداب و اَخلاق اور عادات اپنائے۔ اور ہر قسم کی پست اور ذلت آمیز باتوں سے دور رہے۔ حضرت سفیان بن عیینہؒ سے پوچھا گیا کہ آپ نے ہر شعبۂ زندگی سے متعلق دینی مسائل قرآن سے اخذ کیے ہیں، کیا مروّت بھی آپ نے قرآن نے پائی ہے؟ انھوں نے فرمایا: ”ہاں! اللہ تعالیٰ کا یہ قول: ”کمزوروں کو معاف کرنا، نیکیوں کا حکم دینا اور جاہلوں سے دور رہنا“ (7- الاعراف: 199)۔ اس میں مروّت، اچھی عادات اور عمدہ اَخلاق کا تذکرہ ہے“۔

کسی صاحبِ حیثیت و صاحبِ ثروت کے سامنے اپنے آپ کو لالچ کی غرض سے جُھکانا دینی اَقدار، اَخلاق اور عادات کے خلاف ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون نے کہا کہ ہم نے بچپن میں آپ کی پرورش کی، اَب آپ اس طرح ہمارا مقابلہ کیسے کرسکتے ہیں؟ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ”تم نے جو مجھ پر احسانات کیے، کیا اس کے بدلے میں اَب تم بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنالو گے؟“۔ (17- بنی اسرائیل: 22) یوں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس بات کی صراحت کی کہ اگر آپ کا مجھ پر احسان ہے، تو اس کے بدلے میں میری قوم کی آزادی کو سلب کرکے ان کو غلام نہیں بنایا جاسکتا۔

اسی طرح حضرت ربعی بن عامرؓ خلیفۂ وقت حضرت عمر فاروقؓ کی طرف سے کسریٰ کے دربار میں گئے تو اس نے آپؓ کو مرعوب کرنے کے لیے ان کے استقبال کا بہت بڑا اہتمام کیا، لیکن حضرت ربعی بن عامرؓ کسی بھی قسم کی مرعوبیت کا شکار ہوئے بغیر اس کے دربار میں پہنچے اور اس کے ساتھ والی سیٹ پر بڑی سلیقہ مندی اور باوقار طریقے سے بیٹھ گئے اور اس کے ساتھ پوری دلیری سے بات کی۔ متعدد آیات و اَحادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کسی کی بالاتر مالی حیثیت کی بنیاد پر انسان اپنے آپ کو نہ گرائے۔

زیرِ نظر قول میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تنبیہ فرمارہے ہیں کہ اس طرح کا طرزِ عمل اپنانے سے ایمان اور عزت جانے کا یقینی خطرہ پیدا ہوجاتا ہے۔ اس لیے ایک مسلمان کو باعزت اور باوقار طرزِ زندگی اپنانا چاہیے۔ مالی مفاد کے حصول کے لیے کسی کے سامنے جھکنا اور بے عزت ہونا بلندیٔ نفس، سماحت، دینی وقار اور دینی عزت کے خلاف ہے۔

مولانا قاضی محمد یوسف، حسن ابدال

حضرت اَسعد بن زُرارہ اَنصاری خزرجی نجاری رضی اللہ عنہ

حضرت اَسعد بن زُرارہ اَنصاری خزرجی نجاری رضی اللہ عنہ ”السّابِقُون الأَوَّلُون“ (ابتدائی دور میں ایمان لانے والوں) میں سے ہیں۔ آپؓ اپنی کنیت ”ابوامامہ“ سے زیادہ مشہور تھے اور ”خیر“ کے لقب سے بھی معروف تھے۔ آپؓ کی والدہ کا نام ”سعاد الضریعہ“ تھا۔ آپؓ رئیسِ انصار حضرت سعد بن معاذؓ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ آپؓ کا تعلق قبیلہ ”خزرج“ کی شاخ ”بنونجّار“ سے تھا، جن سے حضرت محمد مصطفی ﷺ کا ننھیالی رشتہ بنتا ہے۔ سچائی سے آپؓ کو فطری لگاؤ تھا۔ آپؓ حضورؐ کے عاشقِ صادق تھے۔ مدینہ کے مخیّر لوگوں میں آپؓ کا شمار ہوتا تھا۔ اپنے قبیلے کے رئیس اور سردار بھی تھے۔

آپؓ طبعی طور پر موحّد (توحید پسند) تھے۔ آپؓ کے قبولِ اسلام کا واقعہ بھی اس کا عکاس ہے کہ ایک مرتبہ آپؓ مکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ نے ان کو دینِ حق اسلام کا پیغام سمجھایا اور قرآن حکیم کی تلاوت سنائی۔ وہ طبعًا تو پہلے ہی توحید کی طرف راغب تھے، لیکن آپؐ کی مؤثر دعوت الی اللہ سے دل روشن ہوگیا اور آپؓ نے فوراً اسلام قبول کرلیا۔ آپؓ نے مدینہ واپس جاکر خاموشی سے اسلام کا پیغام پہنچانا شروع کیا۔ انفرادی طور پر رابطوں سے دعوتی نظام تشکیل دیا اور رات دن مسلسل محنت کے نتیجے میں چند افراد پر مشتمل ایک ابتدائی وفد لے کر حج کے موقع پر پہلی دفعہ منیٰ میں عقبہ نامی مقام پر رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی اور تجدیدِ اسلام اور بیعت کا شرف حاصل کیا۔ آپؓ بیعتِ عقبہ ثانیہ میں بھی شامل تھے اور بنونجّار کے نقیب (سردار) کے طور پر ان کو خدمت کی سعادت ملی تھی۔ (اُسد الغابہ: ج۱، ص۷۱)، گو اس زمانے میں ان کی عمر کم تھی لیکن رئیسانہ فہم و فراست اللہ تعالیٰ نے انھیں بہت عطا کی تھی۔ آپؓ انتہائی مردم شناس تھے، اسی لیے مدینہ سے واپسی پر رسول اللہ نے اَنصار کا نقیب انہیں کو مقرر کیا۔

دینِ اسلام میں جن اُمور کی وجہ سے حضرت اسعد بن زُرارہؓ کو سبقت حاصل ہے، ان میں ایک مدینہ منورہ میں نمازِ جمعہ کا آغاز کروانا ہے۔ چناں چہ سب سے پہلا جمعہ جو مدینے میں پڑھا گیا، اس کا انتظام و انصرام کرنے والے اسعد بن زُرارہؓ ہی تھے۔ انھوں نے ہی نماز جمعہ کی بنیاد وہاں پر ڈالی تھی۔ حضرت اسعدؓ غزوۂ بدر سے پہلے اور ہجرت نبوی کے چھ ماہ بعد شوال کے مہینے میں ایک موذی مرض میں مبتلا ہوکر وفات پاگئے تھے۔ آپؐ کو بھی حضرت اسعدؓ سے بہت محبت تھی۔ ان کی وفات پر حضور ﷺ نے آپؓ سے کمال محبت اور تعلق کا اظہار فرمایا۔ خود ان کے غسل دینے میں شریک ہوئے۔ انھیں تین چادروں کا کفن پہنایا اور نمازِ جنازہ پڑھائی۔ حضرت اسعدؓ پہلے خوش قسمت صحابی ہیں، جو جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ وفات کے وقت حضرت اسعدؓ نے اپنی بیٹیوں کی کفالت آپؐ کے سپرد کی اور آپؐ نے اسے ایسے نبھایا کہ وہ آپؐ ہی کے گھر پلی بڑھیں اور آپؐ کے کنبے کا ایک طرح سے حصہ بن گئیں۔ حضرت اسعدؓ کی وفات کے بعد بنونجار کی درخواست پر حضور ﷺ نے اس قبیلے کی نگرانی بھی اپنے ذمے لی۔

فرسودہ سیاسی نظام کا عوام سے کھلواڑ

پاکستان میں گزشتہ چند ہفتوں کی سیاست نے یہاں کے فرسودہ سیاسی نظام کے چہرے سے ایک بار پھر نقاب کو سرکایا ہے اور اس کی یہ خوف ناک حقیقت اب عوام کے شعور کا حصہ بننے لگی ہے کہ یہاں کے پورے سیاسی نظام کا تار و پود ایک دھوکے سے زیادہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ یہاں اُصول و قانون، آئین و دستور اور ضابطوں کی کوئی اہمیت نہیں۔ یہ نظام ''جس کی لاٹھی اس کی بھینس'' کے اصول پر کھڑا ہے۔ طاقت ور جو چاہے وہی ہوتا ہے۔ جس کے پاس طاقت ہوتی ہے، وہی قابض ہوتا ہے۔

یہاں کے سیاسی طاقت کے کھیل میں ملکی مفاد، عوام، آئین اور جمہوریت محض سلوگن ہیں، جن کے پیچھے شاطر طبقے چھپ کر یہ سارا کھیل کھیلتے ہیں۔ آج بھی یہاں ''ووٹ کو عزت دو''، ''پارلیمنٹ کی بالادستی''، ''آئین کی سپریمیسی'' اور ''رول آف لاء'' کے کھوکھلے بیانیے گھڑے جاتے ہیں، جو ہر دور میں بے نتیجہ رہتے ہیں۔ جب کہ طاقت کے اصل مالک پردے کے پیچھے بیٹھے ڈوریاں ہلاتے اور کٹھ پتلیاں نچاتے رہتے ہیں۔

اس وقت ملک میں لولی لنگڑی پارلیمنٹ میں بیٹھے سیاست دان اپنے آپ کو ریاست کی طاقت کا حقیقی مالک باور کروا رہے ہیں، حال آں کہ عوام یہ جانتے ہیں کہ یہ طاقت کے اصل مالکوں کی مرضی کے خلاف کچھ بھی نہیں کر سکتے اور ان کی یہ اکڑفوں کسی اَور کے سبب ہے۔ ع

ہوا ہے شہ کا مصاحب ، پھرے ہے اِتراتا
وگرنہ شہر میں غالبؔ کی آبرو کیا ہے

بس ہمارے سیاسی نظام کا حاصل یہی ہے کہ طاقت کے اصل مالک طبقے جمہوریت کے نام نہاد نمائندوں، جن کا اصل خمیر آمریت سے گوندھا گیا ہے، یا دیگر ریاستی اداروں سے مفادات کے اشتراک اور مخالف کے خوف سے کچھ بھی کروا لیتے ہیں اور اداروں میں بیٹھے بعض عناصر اس کارِ ناخیر کے لیے ہمہ وقت دستیاب رہتے ہیں۔ کبھی عدالتوں سے پارلیمنٹ کو باندھ لیا جاتا ہے اور کبھی پارلیمنٹ سے عدالتوں کے پَر کاٹے جاتے ہیں۔ اس فرسودہ سیاسی نظام کی لے پالک جمہوریت ہمیشہ طاقت کے اصل منبع میں اپنا سرپرست ڈھونڈتی رہتی ہے۔ جیسے ہی اسے اپنا ہم نوا وارث ملتا ہے تو وہ اپنے حریفوں پر حملہ آور ہو جاتی ہے۔ گود سے پھینکے جانے والے' اصل سیاسی جدوجہد کے بجائے دوبارہ گود میں بیٹھنے کے لیے ہر سطح پر گرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔

ان سیاسی اَخلاقیات کے حامل طبقے عوام کی اُمنگوں کے ترجمان کیسے ہو سکتے ہیں؟ یہ اجتماعی عوامی اور ملکی مفادات کے بجائے عوام اور ملک کو لوٹنے والے طبقوں، عوام کا استحصال کرنے والے مافیاز کے گماشتوں اور کٹھ پتلیوں کا کردار ادا کرتے ہیں۔ پارلیمانی نظام کسی بلڈنگ کی دیواروں اور اینٹوں کا نام نہیں ہوتا، بلکہ حریتِ فکر اور جمہوریت کی روح اس میں بیٹھے نمائندوں کے کردار سے جھلکتی ہے۔

مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے تقریباً ایک سو سال پہلے مسلمان معاشروں کے بارے میں تجزیہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ: ''مسلمان معاشروں میں جو کچھ اجتماعی طاقت باقی ہے، وہ بادشاہوں کی وراثت کے علاوہ اَور کچھ نہیں ہے۔ اس سے میری مراد وہ طبقات ہیں جن میں کچھ تو عیاش اور مفاد پرست حکمران طبقات اور مال دار جماعتیں ہیں، اور کچھ ان کے مفادات کی حفاظت کے لیے گمراہ کرنے والے علما اور حیلہ ساز انقلابی لیڈر ہیں، جن میں دورِ حاضر کی سیاست کی سمجھ بوجھ اور اس کا مزاج قطعاً موجود نہیں ہے۔ اس زوال پذیر قوت پر اعتماد کرنا اور ''دین'' اور ''قوم'' کے نام پر اس وراثت کی حفاظت کی کوشش کرنا، ''جمہوریت'' یا ''بادشاہت'' کے عنوان سے ان میں سے کسی خاندان کی حکومت قائم کرنا، ان میں سے کسی ایک فرد کو ملتِ اسلامیہ کے کمانے والے طبقات پر زبردستی حکمران بنانا، ملتِ اسلامیہ کی اصلاح اور ترقی کو ان حکمرانوں کی اصلاح اور ترقی سے وابستہ کرنا' اپنے آپ کو دھوکہ دینے اور جہالت کو قبول کرنے کے سوا اَور کچھ نہیں''۔ (برصغیر میں تجدیدِ دین کی تاریخ، ص:215)

یوں لگتا ہے کہ مولانا سندھیؒ کا یہ تجزیہ پاکستان کی سیاسی تاریخ پر پورا اُترتا ہے۔ یہاں کے سیاسی نظام کے وارثوں اور ان کے حواریوں نے مذہب، جمہوریت، آئین اور پارلیمنٹ کے نام پر سنگین جرائم کا ارتکاب کیا ہے، جس کے نتائج ہمارے سامنے ہیں۔ المیہ تو یہ ہے کہ آج تک یہ کھیل جاری ہے۔

آج بھی آپ دیکھ رہے ہیں کہ پارلیمنٹ اور جمہوریت کی بالادستی کے نام پر آئین اور قانون سے کھلواڑ کیا جا رہا ہے اور اپنی غلطیوں پر تاویل در تاویل کی جا رہی ہے۔ اس حوالے سے رائے پوری سلسلے کے عظیم رہنما حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری - نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ - نے فرمایا تھا کہ: ''کسی قوم کا اپنی غلطی پر اصرار کرنا، یعنی اس کو صحیح کہنے کی عادت بنا لینا' بڑا خطرناک مرض ہے، جو مسلمانوں سے نہیں گیا۔ حال آں کہ آج کل ہر بیدار قوم کا شیوہ ہے کہ جہاں ٹکر (ٹھوکر) لگتی ہے اور نقصان پہنچتا ہے تو وہ فوراً سوچنے کے لیے کمیشن بٹھاتی ہے کہ یہاں کیا غلطی ہوئی اور غلطی کو ماننا ہی بہتر سمجھتی ہے، مگر ہم ہیں کہ دُور از کار تاویل پر تاویل کرتے چلے جاتے ہیں، جس کا نتیجہ نقصان در نقصان کی شکل میں نکلتا ہے۔ تو یہ غلطیوں کی تاویل کرنا اور انھیں نہ ماننا کوئی قابلِ فخر بات نہیں، تباہ کن عادت ہے، جسے ہم چھوڑتے نہیں''۔ (ارشادات، ص:404)

آپ پارلیمنٹ اور اس سے باہر ہونے والی سیاسی لیڈروں کی تقریروں کا جائزہ لیجیے۔ ہر غلط اقدام پر ایسی ایسی تاویلات کا طومار باندھا جا رہا ہے کہ گویا ع

وہ اپنی بات سے صد چاک کرتا ہے مرا سینہ
پھر اپنی بات کی تا دیر تاویلات کرتا ہے

اس سیاسی نظام میں سیاست دانوں کی آپسی سَر پُھٹوّل سے کوئی مثبت نتیجہ نکلنے کی اُمید نہیں کی جا سکتی۔ (مدیر)

افکارِ شاہ ولی اللہؒ

مترجم: مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری

صبح، شام اور سونے کے وقت کے اذکار 3

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ ''حُجّةُ اللّٰهِ البالغه'' میں فرماتے ہیں:

(6) ''اَللّٰهُمَّ ! أَعُوذُ بِوَجْهِکَ الْکَرِيمِ، وَکَلِمَاتِکَ التَّامَّاتِ، مِنْ شَرِّ مَا أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، اَللّٰهُمَّ ! أَنْتَ تَکْشِفُ الْمَغْرَمَ وَالْمَأْثَمَ، اَللّٰهُمَّ ! لَا يُهْزَمُ جُنْدُکَ، وَ لَا يُخْلَفُ وَعْدُکَ، وَ لَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ، سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ''. (مشکوة، حديث: 2403)

(اے اللہ! میں تیری معزز ذات اور تیرے کامل اور مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں اُن تمام شرار وفتنوں سے کہ جو تیرے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ اے اللہ! تُو ہی قرضوں اور گناہوں سے بچانے والا ہے۔ اے اللہ! تیرا لشکر شکست نہ کھائے اور تیرے وعدے کے خلاف پیش نہ آئے۔ اور کوئی مال دار تیرے مال کے بغیر نفع نہ اُٹھائے۔ تُو بہت پاک ہے اور تیرا ہی حمد وشکر ہے۔)

(7) ''اَللّٰهُمَّ ! رَبَّ السَّمٰوَاتِ، وَ رَبَّ الْأَرْضِ، وَرَبَّ کُلِّ شَیْءٍ، فَالِقَ الْحَبِّ وَ النَّوَی، مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَ الْإِنْجِيلِ وَ الْقُرْآنِ، أَعُوذُ بِکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ ذِی شَرٍّ، أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، أَنْتَ الْأَوَّلُ، فَلَيْسَ قَبْلَکَ شَیْءٌ، وَ أَنْتَ الْآخِرُ، فَلَيْسَ بَعْدَکَ شَیْءٌ، وَ أَنْتَ الظَّاهِرُ، فَلَيْسَ فَوْقَکَ شَیْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ، فَلَيْسَ دُونَکَ شَیْءٌ، اقْضِ عَنِّیَ الدَّيْنَ، وَ أَغْنِنِی مِنَ الْفَقْرِ''. (مشکوة، حديث: 2408)

(اے اللہ! آسمانوں کے رب، اور زمین کے ربّ، اور ہر چیز کے ربّ! دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے! تورات، انجیل اور قرآن کو نازل کرنے والے! میں تیری پناہ میں آتا ہوں ہر شر والی چیز کے شر سے، جو تیرے قبضۂ قدرت میں ہے۔ تُو ہی سب سے پہلے ہے، کوئی چیز تجھ سے پہلے نہیں۔ تُو ہی آخر ہے، تیرے بعد کوئی چیز نہیں۔ تُو ہی ظاہر اور غالب ہے، تیرے اوپر کوئی چیز نہیں۔ تُو ہی باطن اور پوشیدہ ہے، تجھ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ میرا قرضہ ادا کردے اور مجھے بھوک اور فکر سے بچالے۔)

(8) ''بِسْمِ اللّٰهِ وَضَعْتُ جَنْبِی، اَللّٰهُمَّ ! اغْفِرْ لِی ذَنْبِی، وَ أَخْسِأْ شَيْطَانِی، وَ فُکَّ رِهَانِی، وَ اجْعَلْنِی فِی النَّدِيِّ الْأَعْلٰی''. (مشکوة: 2409)

(اللہ کے نام سے ہی میں اپنے پہلو کو بستر پر رکھتا ہوں۔ اے اللہ! تُو میرے گناہ معاف فرما اور میرے شیطان کو ذلیل فرما۔ اور میری جان کو چھڑا۔ اور مجھے بلند مجلس (ملاءِ اعلیٰ) میں شامل فرما۔)

(9) ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَفَانِی، وَ آوَانِی، وَ أَطْعَمَنِی، وَ سَقَانِی، وَالَّذِی مَنَّ عَلَیَّ فَأَفْضَلَ، وَ الَّذِی أَعْطَانِی فَأَجْزَلَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ، اَللّٰهُمَّ ! رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَمَلِيکَهُ، وَإِلٰهَ کُلِّ شَیْءٍ، أَعُوذُ بِکَ مِنَ النَّارِ''. (راوه أبو داؤد، مشکوة، حديث: 2410)

(سب تعریفیں اُسی اللہ کے لیے ہیں، جو میرے لیے کافی ہے۔ اور مجھے ٹھکانہ دینے والا ہے۔ اور جس نے مجھے کھانا کھلایا، اور جس نے پلایا، اور وہ ذات جس نے مجھ پر انعام کیا، اور بہترین انعام کیا۔ اور وہ ذات جس نے مجھے عطا کیا تو خوب خوب دیا۔ ہر حال میں سب تعریفیں اُسی اللہ کے لیے ہیں۔ اے اللہ! ہر چیز کے ربّ اور اُس کے مالک، اور ہر چیز کے الٰہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں جہنم کے عذاب سے۔)

10۔ سونے سے پہلے اپنی دونوں ہتھیلیاں آپس میں ملائے اور ''سورتِ اخلاص'': ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، اَللّٰهُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَکُن لَّهُ کُفُواً أَحَدٌ''. ''سورت الفلق'': ''قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، مِن شَرِّ مَا خَلَقَ، وَمِن شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ، وَمِن شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِی الْعُقَدِ، وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ''. اور ''سورت الناس'': ''قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ، مَلِکِ النَّاسِ، إِلٰهِ النَّاسِ، مِن شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ، الَّذِیْ يُوَسْوِسُ فِی صُدُورِ النَّاسِ، مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ''. پڑھ کر دونوں ہتھیلیوں پر دم کرے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے پورے جسم پر — جہاں تک پہنچ سکیں — پھیرے۔ (مشکوٰۃ: 3129)

11۔ سونے سے پہلے ''آیت الکرسی'' کی تلاوت کرے۔ (مشکوٰۃ: 2123)

آیت الکرسی یہ ہے:

''اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّومُ، لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَ لَا نَوْمٌ، لَهُ مَا فِی السَّمٰوَاتِ وَ مَا فِی الْأَرْضِ، مَنْ ذَا الَّذِی يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ، يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ، وَ لَا يُحِيطُونَ بِشَیْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ، وَسِعَ کُرْسِيُّهُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ، وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا، وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِيمُ''.

(اللہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، زندہ ہے، سب کا تھامنے والا۔ نہیں پکڑ سکتی اس کو اونگھ اور نہ نیند۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ ایسا کون ہے جو سفارش کرے اس کے پاس، مگر اجازت سے۔ جانتا ہے جو کچھ خلقت کے روبرو ہے، اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے۔ اور وہ سب احاطہ نہیں کرسکتے کسی چیز کا، اس کی معلومات میں سے، مگر جتنا کہ وہی چاہے۔ گنجائش ہے اس کی کرسی میں تمام آسمانوں اور زمین کو، اور گراں نہیں اس کو تھامنا ان کا، اور وہی ہے سب سے برتر عظمت والا''۔) (باب الأذكار و ما يتعلّق بها)

محمد کاشف شریف ، اسلام آباد

ڈالر کا زوال
اور اس کے پاکستانی معیشت پر اثرات

یوکرین کی جنگ کے بعد پیدا ہونے والی صورتِ حال کے پیشِ نظر جہاں دنیا تدریجاً دو بڑے مراکز کی جانب صف بندی کرتی ہوئی محسوس ہو رہی ہے، وہاں ان مراکز کی طرف سے کیے جانے والے چند دور رس اقدامات دراصل اس پولرائیزیشن کو مزید ہوا دے رہے ہیں۔ چناں چہ چین و رُوس کی جانب سے چینی یوآن اور مقامی کرنسیوں میں لین دین کی حوصلہ افزائی اور ان کی پیروی میں ایران، سعودی عرب، بھارت، برازیل اور ساؤتھ افریقا نے بھی عالمی تجارت میں امریکی ڈالر سے ہٹ کر مقامی کرنسیوں کو زرِتبادلہ کی حیثیت دینے کی طرف فیصلہ کن اقدامات کا آغاز کر دیا ہے۔ دنیا کی چالیس فی صد آبادی اور ایک چوتھائی سے زائد پیداواری معیشتوں کا تیزی سے بڑھتا ہوا اَثر و رُسوخ اور ان کے مابین اَمن اور معاشی ترقی کے اقدامات کا ایک پسِ منظر ہے۔

جنگِ عظیم دوم کے بعد امریکا نے اقوامِ متحدہ اور دیگر عالمی مالیاتی اداروں کے ذریعے پوری دنیا پر اپنا اثر و رسوخ مستحکم کیا۔ کمیونسٹ بلاک کو عفریت بنا کر پیش کیا اور ضرورت پڑنے پر وِیت نام، کوریا، افغانستان اور مشرقی یورپ پر جنگیں مسلط کیں۔ اس دوران اپنے آلہ کاروں اور نیٹو کی تنظیم کی مدد سے پوری دنیا میں فوجی اڈے قائم کیے گئے، تاکہ جنگ و جدل کے ماحول کی بنا پر ان تمام متعلقہ اقوام کی معاشی ترقی کو مطلوبہ رُخ دیا جاسکے۔ ایسے میں امریکی اتحادیوں کی جانب سے ان شکنجوں کو محدود پیمانے پر کمزور کرنے کی کوشش کی جاتی رہی۔ چناں چہ بریٹن ووڈ سسٹم پر دباؤ اور اس کا اختتام اور بعد میں یورو کی ابتدائی شکل 'یعنی یورپین کرنسی یونٹ' کا قیام، سوویت یونین کے ٹوٹنے کے بعد روس سے تجارتی روابط کا قیام، جہاں یوکرین جنگ کے آغاز تک یورپ کی توانائی کا ایک تہائی روس سے درآمد کیا جانے لگا۔ لیکن اس رُجحان کو اپنے معاشی اور سیاسی مفادات کے حق میں رکھنے کے لیے امریکا نے عالمی سطح پر اپنی فیصلہ کن حیثیت کو بروئے کار لاتے ہوئے کچھ ایسے اقدامات کیے جنھوں نے دراصل امریکی عالمی بالادستی کو حتمی چیلنج سے دوچار کر دیا ہے۔

ان اقدامات میں سب سے تباہ کن اقتصادی پابندیوں کے اقدامات تھے، جو اقوامِ متحدہ اور عالمی رائے عامہ کی مخالفت کے باوجود محض اپنے مفادات اور چودھراہٹ کو دوام دینے کے لیے اُٹھائے گئے۔ اقتصادی پابندیاں کئی قسم کی ہیں، لیکن ایران، کیوبا، وینزویلا، شمالی کوریا اور رُوس پر مسلط کی جانے والی پابندیاں تباہ کن قرار پاتی ہیں۔ صدر ٹرمپ کے زمانے میں چین پر طرح طرح کی پابندیاں لگا دی گئیں۔ ایک طرف امریکا کو عالمی مالیاتی نظام کا ضامن کہا جاتا ہے، دوسری طرف یہی ضامن ایسی پابندیاں لگا کر سسٹم کو یکسوئی کے ساتھ چلنے نہیں دیتا۔ اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ مذکورہ ممالک خصوصاً ایران، روس اور چین بہ دستور عالمی سطح پر اپنا اثر و رُسوخ بڑھاتے جا رہے ہیں اور دنیا بالخصوص یورپی ممالک نت نئے طریقوں سے امریکی پابندیوں کے اثرات کو کم سے کم کرتے ہوئے تجارت کا عمل بارٹر ٹریڈ کے ذریعے یا متبادل ادائیگیوں کا نظام بنا کر آگے بڑھا رہے ہیں۔

ان اقدامات میں دوسرا اور انتہائی تباہ کن قدم 'ڈالر کی عالمی حیثیت کو مستحکم کرنے کے لیے حالیہ سالوں میں شرح سود میں بہ تدریج اضافہ کرنے کی حکمتِ عملی رہی ہے۔ اس عمل نے بلاشبہ ڈالر کو دیگر کرنسیوں کے مقابلے میں مضبوط کیا، لیکن اس کی قیمت مقامی معیشت کو چکانا پڑی۔ ہوا کچھ یوں کہ ایسی معیشت جو عموماً ایک فی صد سے کم شرح سود پر کام کرتی رہی اور اس سے متعلق کاروبار اس کم شرح کے تناظر میں ہی اپنے منافع اور قرضوں کا ڈھانچہ کھڑا کرتے رہے۔ اب انھیں زیادہ نہیں بلکہ پانچ سے چھ گنا زیادہ سود کی صورت میں خرچے کا سامنا تھا۔ چناں چہ ایسے کاروبار جو اپنے ابتدائی سالوں میں تھے، یا جو زیادہ قرض کی بنیاد پر قائم کیے گئے تھے، سب غیر معمولی دباؤ کا شکار ہونے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے دو بڑے امریکی بینک دیوالیہ قرار پائے۔ یہ دباؤ اس قدر شدید تھا کہ بڑے اور پُرانے بینک بھی اس دباؤ کے سبب ایک دفعہ تو جھنجھوڑے گئے۔

اب اس کا اگلا پہلو کھل کر سامنے آتا ہے جب یورپی یونین اور امریکا ہمیشہ کی طرح سرمایہ داروں کی مدد کو آن پہنچے۔ امریکا نے تو راتوں رات 300 ارب ڈالر چھاپ دیے اور ان دیوالیہ شدہ بینکوں کی گارنٹی کا بندوبست کیا۔ اس کے ساتھ ہی امریکی مرکزی بینک نے شرح سود میں بہ تدریج کمی کا اعلان کر دیا ہے، جس کا مطلب ہے کہ ڈالر کی عالمی رسد میں اضافہ ہوگا، جو بہر حال اس کی قدر میں کمی کا باعث بنے گی۔ دوسری جانب BRICS، سعودی عرب، ایران وغیرہ کی طرف سے متبادل کرنسی کا مسلسل پرچار یقیناً ڈالر کو مشکل میں ڈال سکتا ہے۔

نومبر 2020ء میں ''ڈالر کا زوال'' کے عنوان سے کالم کو ملا کر پڑھیں تو آج صورتِ حال واضح ہوجاتی ہے۔ اس صورتِ حال سے وہی فائدہ اٹھا سکتا ہے، جو دیگر ممالک کے ساتھ مقامی کرنسیوں میں تبادلے کے معاہدات کرے گا اور ان کو روبہ عمل میں لانے کے لیے اقدامات کرے گا۔ ایسے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہنے سے اور یہ اُمید لگانے سے کہ 'کوئی اَور کسی اَور کو مار کھائے اور ہمارا کام بھی بن جائے' کچھ نہیں ہوگا۔ ہمیں علاقائی اقتصادی بلاکس کا حصہ بننا ہے اور ڈالر سے محبت میں دھیرے دھیرے کمی لانی ہے۔ (ملاحظہ ہو فروری 2022ء کا کالم)

ایسا نہیں ہے کہ ڈالر کل ہی گراوٹ کا شکار ہو کر بے وقعت ہو جائے گا۔ یہ عمل تدریجاً ہوگا اور اس میں متعدد دہائیاں لگ سکتی ہیں۔ عالمی مالیاتی نظام کا کھڑا رہنا ضروری ہے تاکہ انسانی المیہ جنم لینے نہ پائے۔ ہاں! اس کا ڈرائیور بدل جائے، یہ ممکن اور مفید ہوگا، جو ایسا نظام وضع کرے جس میں صواب دیدی اختیارات ختم ہو جائیں اور عالمی معاشی نظام پابندیوں کو خیرباد کہہ سکے۔

عالمی منظرنامہ

مرزا محمد رمضان، راولپنڈی

چینی صدر کا دورۂ رُوس

آج بڑی طاقتوں کے درمیاں جنگ جاری ہے۔ حکمتِ عملی کے ٹکراؤ کا دوسرا نام جنگ ہے۔ جو طاقت بہتر حکمتِ عملی تشکیل دے سکتی ہے، وہی کامیابی سے ہم کنار ہوتی ہے۔ جنگ محض وسائل کی بھرمار سے نہیں جیتی جاتی۔ دشمن کی کمزوریوں کا بروقت اور درست ادراک کامیابی کے لیے اوّلین اور بنیادی تقاضا ہے۔ ناقص اور ادھوری معلومات کی فراہمی دشمن کی پالیسی کا حصہ بھی ہوسکتا ہے۔ آج کے دور میں کاؤنٹر انٹیلی جنس کا باقاعدہ شعبہ وجود میں آچکا ہے، جس کا بنیادی کام ہی دشمن کے عزائم کے بارے میں درست معلومات حاصل کرنا ہے۔ پروپیگنڈے اور اسلحے کے کردار کے بارے میں جانکاری اور جائزہ لینا بھی جنگ میں ہی شمار ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں کسی قسم کی کوتاہی پورے جنگ کے منصوبے کو ملیا میٹ اور ناکامی سے دوچار کرسکتی ہے۔ جنگ میں فتح حقیقت میں حکمتِ عملی کا بہترین مظہر بنتی ہے۔

20، 21 اور 22 / مارچ کو چینی صدر شی جن پنگ نے روس کا دورہ اس وقت کیا جب یوکرین میں جنگ جاری تھی۔ صدر شی ایک بارہ نکاتی ایجنڈا بھی اپنے ہمراہ لائے تھے، جس کی تفصیل کچھ یوں تھی: (چینی وزارتِ خارجہ، 7 / اپریل 2023)

1۔ تمام ممالک کی خودمختاری کا احترام کرنا: اقوامِ متحدہ کے چارٹر کے مقاصد اور اصولوں سمیت عالمی طور پر تسلیم شدہ بین الاقوامی قانون کا سختی سے مشاہدہ کیا جانا چاہیے۔ تمام ممالک کی خودمختاری، آزادی اور علاقائی سالمیت کو مؤثر طریقے سے برقرار رکھا جانا چاہیے۔ تمام ممالک، بڑے ہوں یا چھوٹے، مضبوط ہوں یا کمزور، امیر ہوں یا غریب، بین الاقوامی برادری کے برابر کے رُکن ہیں۔ تمام فریقین کو مشترکہ طور پر بین الاقوامی تعلقات کے بنیادی اُصولوں کو برقرار رکھنا چاہیے اور بین الاقوامی انصاف کا دفاع کرنا چاہیے۔ بین الاقوامی قانون کے مساوی اور یکساں اطلاق کو فروغ دیا جائے، جب کہ دوہرے معیار کو مسترد کیا جائے۔

2۔ سرد جنگ کی ذہنیت کو ترک کرنا: کسی ملک کی سلامتی دوسروں کی قیمت پر نہیں ہونی چاہیے۔ کسی خطے کی سلامتی فوجی بلاکس کو مضبوط یا توسیع دے کر حاصل نہیں کی جانی چاہیے۔ تمام ممالک کے جائز سیکورٹی مفادات اور خدشات کو سنجیدگی سے لیا جانا چاہیے اور مناسب طریقے سے حل کیا جانا چاہیے۔ پیچیدہ مسئلے کا کوئی آسان حل نہیں ہے۔ تمام فریقوں کو مشترکہ اور جامع تعاون پر مبنی اور پائیدار سلامتی کے ویژن پر عمل کرتے ہوئے اور دنیا کے طویل مُدّتی امن اور استحکام کو ذہن میں رکھتے ہوئے، ایک متوازن، مؤثر اور پائیدار یورپی سلامتی کے ڈھانچے کی تشکیل میں مدد کرنی چاہیے۔ تمام فریقین کو دوسروں کی سلامتی کی قیمت پر اپنی سلامتی کے حصول کی مخالفت کرنی چاہیے۔ بلاکس میں تصادم کو روکنا چاہیے اور یوریشین براعظم میں امن اور استحکام کے لیے مل کر کام کرنا چاہیے۔

3۔ دشمنی ختم کرنا: تصادُم اور جنگ سے کسی کو فائدہ نہیں ہوتا۔ تمام فریقوں کو عقل کا استعمال اور تحمل کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ شعلوں کو ہوا دینے اور تناؤ کو بڑھانے سے گریز کرنا چاہیے اور بحران کو مزید بگڑنے یا کنٹرول سے باہر ہونے سے روکنا چاہیے۔ تمام فریقوں کو ایک ہی سمت میں کام کرنے اور جتنی جلدی ممکن ہو، براہِ راست بات چیت دوبارہ شروع کرنے میں روس اور یوکرین کی حمایت کرنی چاہیے، تاکہ صورتِ حال کو بہ تدریج کم کیا جائے اور بالآخر دونوں ملکوں کو ایک جامع جنگ بندی تک پہنچنا چاہیے۔

4۔ امن مذاکرات دوبارہ شروع کرنا: یوکرین کے بحران کا واحد قابلِ عمل حل بات چیت اور مذاکرات ہیں۔ بحران کے پُرامن حل کے لیے تمام سازگار کوششوں کی حوصلہ افزائی اور حمایت کی جانی چاہیے۔ بین الاقوامی برادری کو چاہیے کہ وہ امن کے لیے مذاکرات کو فروغ دینے کے درست نقطۂ نظر پر کاربند رہے۔ تنازعے کے فریقین کو جلد از جلد سیاسی تصفیے کے دروازے کھولنے میں مدد کرے اور مذاکرات کی بحالی کے لیے حالات اور پلیٹ فارم بنائے۔ چین اس سلسلے میں تعمیری کردار ادا کرتا رہے گا۔

5۔ انسانی بحران کو حل کرنا: انسانی بحران کو کم کرنے کے لیے تمام سازگار اقدامات کی حوصلہ افزائی اور حمایت کی جانی چاہیے۔ انسانی ہمدردی کی کارروائیوں کو غیر جانب داری کے اصولوں پر عمل کرنا چاہیے اور انسانی ہمدردی کے مسائل پر سیاست نہیں کی جانی چاہیے۔ شہریوں کی حفاظت کو مؤثر طریقے سے محفوظ کیا جانا چاہیے اور تنازعات والے علاقوں سے شہریوں کے انخلا کے لیے انسانی بنیادوں پر راہ داری قائم کی جانی چاہیے۔ بڑے پیمانے پر انسانی بحران کو روکنے کے لیے متعلقہ علاقوں میں انسانی امداد کو بڑھانے، انسانی حالات کو بہتر بنانے اور تیز رفتار، محفوظ اور بلا روک ٹوک انسانی ہمدردی کی رسائی فراہم کرنے کے لیے کوششوں کی ضرورت ہے۔ اقوامِ متحدہ کو انسانی ہمدردی کی بنیاد پر امداد کو تنازعات والے علاقوں تک پہنچانے میں مربوط کردار ادا کرنے میں مدد کی جانی چاہیے۔

6۔ شہریوں اور جنگی قیدیوں (POW's) کا تحفظ: تنازعے کے فریقین کو بین الاقوامی انسانی قانون کی سختی سے پابندی کرنی چاہیے۔ شہریوں یا شہری تنصیبات پر حملہ کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔ خواتین، بچوں اور تنازعے کے دیگر متأثرین کی حفاظت کرنی چاہیے، اور POW's کے بنیادی حقوق کا احترام کرنا چاہیے۔ چین، رُوس اور یوکرین کے درمیان جنگ بندی کے لیے تبادلۂ خیالات کی حمایت کرتا ہے اور تمام فریقوں سے اس مقصد کے لیے مزید سازگار حالات پیدا کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

7۔ جوہری پاور پلانٹس کو محفوظ رکھنا: چین نیوکلیئر پاور پلانٹس یا دیگر پُراَمن جوہری تنصیبات پر مسلح حملوں کی مخالفت کرتا ہے اور تمام فریقین سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ بین الاقوامی قانون بہ شمول نیوکلیئر سیفٹی کے کنونشن (سی این ایس) کی پاسداری کریں اور انسانی ساختہ جوہری حادثات سے پرہیز کریں۔ چین پُراَمن جوہری تنصیبات کی حفاظت اور سلامتی کو فروغ دینے میں تعمیری کردار ادا کرنے کے لیے بین الاقوامی جوہری توانائی ایجنسی IAEA کی حمایت کرتا ہے۔ (جاری ہے)

(**اعتذار:** سابقہ ماہ کے شمارے میں مضمون ''عالمی منظرنامہ'' کا اصل عنوان اس طرح تھا:
''نظامِ صیام اور مذاہبِ عالم'')

رپورٹ: سیّد نفیس مبارک ہمدانی، لاہور

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ اس دور کے امام ہیں

۱۲؍ رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ / 3؍ اپریل 2023ء کو حضرت اقدس مفتی عبدالخالق آزادرائے پوری مدظلہٗ نے ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ لاہور میں ''النُّجُومُ السّاطِعَة شرح البُدُور البَازِغَة'' کی تقریبِ رونمائی میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے فرمایا:

''معزز دوستو! حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ (1703ء-1762ء) اس دور میں ''حُجَّةُ اللّٰهِ عَلَى الْعَالَمِيْن'' (عالمِ انسانیت پر اللہ کی حجت) ہیں۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہٗ نے حضرت شاہ صاحبؒ کو اسی لقب سے یاد کیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ اس دور میں دین اسلام کے نظام کی تمام حجتیں اور دلائل تمام انسانیت کے سامنے آشکارا کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ''سورۃ الانعام'' میں ''فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَة'' فرما کر عقلی دلائل کی روشنی میں جو توحیدِ الٰہی اور پورے دین کی جامع تعلیمات کی وضاحت کی تھی، جس میں کتابِ مقدس قرآن حکیم، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث، آپؐ کے دور کا بنایا ہوا نظام اور پھر ایک ہزار سال اس نظام کا دنیا میں غلبہ رہا، امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے آج کے دور کے مطابق اس پورے نظام کو عقلی دلائل، فہم و بصیرت اور قرآن و حدیث کے دلائل سے مزین شدہ پیش کر کے انسانیت پر حجت تمام کر دی۔

دُنیائے انسانیت گلوبلائزیشن کی طرف بڑھ رہی ہے۔ عالمِ انسانیت کے لیے کیا عالمی نظام ہونا چاہیے؟ یہ اس دور کا چیلنج تھا۔ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے عقل، نقل اور کشف کی اساس پر کتابِ مقدس قرآن حکیم اور دین کی تعلیمات کا ایک عالمی ورژن انسانیت کے سامنے رکھا۔ ''البُدُور البَازِغَة'' شاہ صاحبؒ کے اس عالمی ورژن کا ایک جامع، کامل اور مکمل خلاصہ ہے۔

دینِ اسلام کی تعلیمات دورِ حاضر کے مطابق علما اور محدثین تک پہنچانے کے لیے شاہ صاحبؒ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''حُجَّةُ اللّٰهِ البَالِغَة'' تحریر کی، جس میں علم حدیث کی اَساس پر ''علمِ اَسرار الدّین'' کی وضاحت فرمائی۔ اسی طرح فقہا کی فقہی اصطلاحات کے تناظر میں ''المُسوّٰی مِن أحادیث المؤطّا'' لکھی، جس میں دو بڑے فقہی مسالک و مکاتبِ فکر؛ حنفی اور شافعی کے پیراڈائم میں ان کے اختلافات کا حل پیش کیا۔ اسی طرح امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے دین اسلام کے اس عالمی نظام کو وقت کے حکما اور عقلا کے سامنے حکمت اور عقلی براہین کے تناظر میں پیش کرنے کے لیے ''البُدُور البَازِغَة'' تحریر فرمائی۔ جو اہلِ عقل طبقہ فلسفے سے تعلق رکھتا ہے، اور ہر بات کو عقل کے تناظر میں سمجھنے کا دعویٰ کرتا ہے، اور خاص طور پر برعظیم پاک و ہند میں حکما کے جو مکاتبِ فکر پائے جاتے تھے، شاہ صاحب نے اس کتاب میں انھیں مخاطب کیا۔ ان میں پائی جانے والی کمیوں کوتاہیوں کی نشان دہی کی، ان کی وضاحت کی اور پھر حکمتِ ربانیہ کے اصول پر دینِ اسلام کے اس عالمی نظام کو اس کتاب کے ذریعے سمجھایا ہے''۔

کائنات اور انسان بارے دینی فلسفے کی برتری

حضرت آزادرائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

''یہ کتاب ''البُدُور البَازِغَة'' ایک مقدمہ ''فاتحہ'' اور تین ''مقالات'' پر مشتمل ہے۔ ''فاتحہ'' (مقدمے) میں امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے تین بنیادی فصلیں قائم کر کے حکمت کے بنیادی مسائل پر گفتگو کی ہے۔ ان مسائل میں عام طور پر عقل پسندوں یا حکما نے جو غلطیاں کی تھیں، ان کے بعض ایسے اوہام (غلط گمان) تھے کہ جن کو انھوں نے علمی طور پر ثابت شدہ سمجھا ہوا تھا، شاہ صاحبؒ نے ان کا ردّ لکھا ہے اور عقلی طور پر انھیں کی باتوں کو جو غلط اسلوب پر ان کے دماغوں میں بیٹھ گئی تھیں، ان کا ردّ کیا ہے۔ وہ حکمتِ ربانی جو کتاب مقدس قرآن حکیم میں ہے، اس کو عقلی دلائل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ یہ اس مقدمے کی بڑی خصوصیت ہے۔

فلسفے اور حکمت میں جب ہم اس سے متعلقہ مسائل پر گفتگو کرتے ہیں تو دو بڑے بنیادی مسئلے عقلی طور پر سامنے آتے ہیں: فلسفیوں کے ہاں ایک بڑا اہم سوال یہ ہے کہ یہ کائنات کیا ہے؟ اس کی ساخت کیسی ہے؟ یہ بنی کیسے ہے؟ دوسرا اہم ترین سوال یہ ہے کہ اس کائنات میں انسان کیا ہے؟ انسان کی حقیقت کیا ہے؟ 'ایک فرد' اور مجموعی طور پر 'کل انسانیت' کا حقیقی تعارف کیا ہے؟ ارسطو سے لے کر آج ڈارون، ہیگل اور مارکس اور جتنے بھی یورپ کے جدید فلسفی ہیں انھوں نے اپنے اپنے تصورات اور خیالات اپنے اپنے مشاہدات اور تجربات انسان کے سامنے بیان کیے ہیں، لیکن ان کے مشاہدے کی جو عقلی صلاحیت ہے وہ ایک محدود دائرے کی ہے۔ کوئی انسانیت کو بندر سے پیدا ہونے والا بتاتا ہے اور کوئی صرف جدلیت کو اَساس بتاتا ہے۔ یہ آج کا سب سے بڑا چیلنج ہے۔

کتابِ مقدس قرآن حکیم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حوالے سے عقلی بنیادوں پر دینِ اسلام کا بنیادی فکر و فلسفہ سمجھایا ہے۔ آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عقل و شعور کی اَساس پر ان امور کی وضاحت کی ہے۔

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے یہ کیا کہ کائنات کے حوالے سے جو بنیادی تصور اور فلسفۂ دین ہے، اور انسان کے حوالے سے جو بنیادی حقیقت ہے، اسے حکمت کے اصولوں — جن اصولوں کو خود حکما مسلمات میں سے شمار کرتے ہیں — کے تناظر میں دینِ اسلام کا بنیادی فلسفہ اور بنیادی حکمت سمجھائی ہے۔ حکما نے اپنے مسلسل مشاہدے اور تجربے سے عقلی مقدمات جوڑ کر نتائج تک پہنچنے کے جو اُصول دریافت کیے ہیں، انھی کی روشنی میں دین کے اس بنیادی نظریے، توحید کی اَساس، کائنات اور خالق و مخلوق کے رشتے اور اس کائنات کے اندر انسان کی حقیقت اور انسان کے اللہ کے رشتے اور تعلق کو سمجھایا ہے۔ شاہ صاحبؒ نے اس حوالے سے یونانی فلسفیوں کے تقریباً دس کے قریب اوہامِ باطلہ کا عقلی دلائل کی روشنی میں رد کیا ہے اور وضاحت کی ہے کہ یہ بات تمھارے اپنے اُن عقلی اصولوں کے مطابق بھی غلط ہے جنھیں تم مانتے ہو''۔

"البُدُور البَازِغَة" کے تین بنیادی مقالات کا خلاصہ

حضرت آزادرائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

"البُدُور البَازِغَة" میں کائنات کی حقیقت اور خالق و مخلوق کے رشتے سے متعلق گفتگو کے بعد شاہ صاحبؒ نے "امامِ نوعِ انسانی" کے بنیادی احکامات کے حوالے سے تین بڑے بنیادی مقالے لکھے ہیں: "پہلا مقالہ" یہ ہے کہ انسانوں پر امامِ نوعِ انسانی سے جو خصوصیات بنیادی طور پر طاری ہوتی ہیں، جو احکامات دنیا میں انسانوں پر آتے ہیں، ان میں سے کچھ کا تعلق اس کی جسمانی ساخت اور اس کی روحِ حیوانی سے ہے، جو "اَخلاقِ فاضلہ" اور "ارتفاقات" کی صورت میں ہے۔ اس حوالے سے شاہ صاحبؒ نے انسانیت کے سات بنیادی اَخلاقِ فاضلہ متعین کیے ہیں، جن پر تمام حکما، عقلا، فقہا، محدثین، مفسرین متفق ہیں: 1۔ حکمت، 2۔ عفت، 3۔ سماحت، 4۔ شجاعت، 5۔ فصاحت، 6۔ دیانت، 7۔ سمتِ صالح۔ ان سات اَخلاق کے تناظر میں شاہ صاحبؒ نے چار ارتفاقات (انسانی زندگی کے 4 مراحل) متعین کیے اور ان کے ذیلی شعبے بیان کیے: ارتفاقِ اوّل (شخصی سیرت و کردار)، ارتفاقِ دوم (خاندانی نظام)، ارتفاقِ سوم (ملکی اور قومی نظام)، اور ارتفاقِ چہارم (بین الاقوامی نظام)۔

اس کتاب کا "دوسرا مقالہ" شاہ صاحبؒ نے "اقترابات" سے متعلق لکھا ہے کہ فطری اور طبعی طور پر ہر انسان فطرتِ اسلام پر پیدا کیا گیا ہے۔ گویا کہ اللہ کی معرفت فطری طور پر ہر انسان کی روح کے اندر رکھی گئی ہے۔ تجلیٔ الٰہی کے ساتھ انسان کی فطرت جڑی ہوئی ہے۔ اس کی اَساس پر جب اللہ کا قرب اور اس سے تعلق قائم کرنا ہے تو اُس کی اساس پر اس کائنات کے مختلف مراحل کیا ہیں؟ اس دنیا میں قربِ بارگاہِ الٰہی کے حصول کا کیا طریقہ ہے؟ اور جب یہ انسان مرجاتا ہے تو اگلا مرحلہ جو اسی دنیا کے کاموں کا تتمہ ہے، اگلا مرحلہ قیامت کا، حشر کا، یہ تمام مسائل، یہ بھی اس کی فطرت میں داخل ہیں۔ یہ بھی اس کی طبیعت میں داخل ہے کہ انسان مرنے کے بعد کی زندگی کو تسلیم کرے اور اس کی اساس پر جو اُمور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے واضح کردیے ہیں، ان کی عقلی وضاحت اور عقلی تشریح شاہ صاحبؒ نے یہاں پر کی ہے۔

اس کتاب کا "تیسرا مقالہ" دنیا میں قوانین کی تاریخ، ارتقا اور اقوام و ملل سے متعلق ہے۔ شاہ صاحبؒ نے اس مقالے میں واضح کیا ہے کہ انسانوں نے اپنے لیے جو نظام وضع کیے ہیں، پوری تاریخِ انسانی کا تجزیہ کیا جائے تو اس کی ممکنہ طور پر تین ملتوں سے متعلق ہیں: (1) ملتِ ابراہیمیہ حنیفیہ نے اپنے اَخلاق، ارتفاقات اور تقربِ بارگاہِ الٰہی کے نظام بنائے ہیں، (2) ملتِ مجوس نے عقل اور طبیعیات کی اَساس پر نظام بنایا ہے۔ (3) نجومیوں کی ملت نے اپنے نظام ہائے حیات علمِ نجوم کی اَساس پر بنائے ہیں۔ ان تمام کا تجزیہ کر کے شاہ صاحبؒ نے ملتِ ابراہیمیہ حنیفیہ کو واضح کیا اور اس کی خصوصیات بیان کی ہیں، جس کا خلاصہ قرآن حکیم اور سیرتِ نبویہ ﷺ کی صورت میں آج ہمارے سامنے ہے۔ اس طرح اس کتاب میں حضرت شاہ صاحبؒ نے بڑی جامعیت کے ساتھ دینِ اسلام کا پورا نظام متعین کردیا، یعنی "فلسفةُ التّشریع الإسلامی"۔

"البُدُور البَازِغَة" کے نسخے کی طباعتی رُوداد

حضرت آزادرائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

"البُدُور البَازِغَة" کے قلمی نسخے دنیا بھر میں پھیلے اور لوگوں تک پہنچے، لیکن اسے پریس کی طاقت نہیں مل سکی۔ یہ کتاب پہلی دفعہ 1934ء میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے زیرِنگرانی "مجلسِ علمی ڈابھیل" کے تحت طبع ہوئی۔ پھر حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ جب 1926-27ء میں مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تھے تو حضرت سندھیؒ کو وہاں پیغام بھیجا گیا کہ حضرت شاہ صاحبؒ کی کتابوں کے قلمی نسخے ہمیں وہاں سے مل جائیں تو ہم اس کے مطابق کتابیں چھاپنا چاہتے ہیں۔ اس طرح اس کتاب کے نسخے جمع کیے۔ حضرت سندھیؒ نے وہاں حرم مکی کے کتب خانے میں جو نسخہ موجود تھا، وہ بھجوایا۔ مولانا احمد رضا بجنوریؒ سیکرٹری مجلسِ علمی ڈابھیل نے اس پر بڑا تحقیقی کام کیا۔ انھوں نے ان تمام نسخوں کو سامنے رکھ کر بڑی محنت سے اس کا ایک محققانہ نسخہ مرتب کیا گیا، لیکن انسانی محنت ایک درجے میں ہوتی ہے، اس لیے اس اشاعت میں کتابت وطباعت میں غلطیاں رہ گئیں۔

پھر جب یہ نسخہ چھپا تو مولانا احمد رضا بجنوریؒ نے حضرت سندھیؒ کو بھی اس کا ایک نسخہ حرم مکی میں بھیجا۔ حضرت سندھیؒ نے اس کو درساً پڑھایا۔ اور پڑھانے کے دوران اس کی جو مجمل عبارتیں تھیں، کہیں اجمال تھا تو حاشیے میں ایک آدھ سطر میں اس کی وضاحت کی ہے، یا کتابت کی غلطیاں تھیں تو ان کتابت کی غلطیوں کی حضرت سندھیؒ نے تصحیح کی ہے۔ ہم نے اپنی شرح میں اس کا "تـصـحـیحاتِ عُبیدیہ" کے نام سے حوالہ دیا ہے۔ یہ تصحیح شدہ نسخہ مولانا نورمحمد مرشد مکیؒ کے پاس تھا اور آج کل اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کی لائبریری میں محفوظ ہے۔ ہمارے استاذ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ قاسمیؒ کی تحریک پر ڈاکٹر صغیر حسین معصومیؒ نے اس نسخے کی تصحیح و تحقیق کی۔ اور پھر اسے 1970ء میں شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد سندھ سے شائع کیا۔ یہ اس کتاب کی دوسری طباعت تھی۔ اس طرح دنیا میں صرف دو دفعہ یہ کتاب چھپی ہے۔

اب ہم اس کتاب کو تحقیق و شرح "النُّجومُ السّاطِعَة" کے ساتھ تیسری مرتبہ شائع کر رہے ہیں۔ ہم نے اس کتاب کے مشکل الفاظ کی وضاحت کی ہے اور جو بات شاہ صاحبؒ نے اس کتاب میں مختصر بیان کی ہے، اس کی تشریح ہم نے شاہ صاحبؒ کی ہی دیگر کتب سے تعلیقات کی صورت میں شامل کردی ہے، جس کے نتیجے میں یہ کتاب ساڑھے بارہ سو صفحات تک پہنچ گئی ہے، جو تین چار سو صفحات پر مشتمل تھی۔

اس طرح امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی یہ کتاب بھی اب دراصل "حُـجَّـةُ اللّٰـهِ عَلَى الْعَالَمِيْن" ہے۔ اللہ کی طرف سے حجت ہے۔ ابھی بھی اگر کوئی آدمی یہ کہے کہ مجھے امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا فکر اور باتیں سمجھ نہیں آتیں، پھر اس کے لیے دعا ہی کی جاسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اس کتاب کو سمجھنے، پڑھنے اور اس سے متعلق اُمور کو آگے بڑھانے، اس کی دعوت دینے، اس کی اشاعت کو فروغ دینے، اس حوالے سے عملی کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے"۔ (آمین)

شیرِ پنجاب رائے احمد خان کھرل شہیدؒ

پنجاب کے علاقے ''نیلی بار'' اور ان کے مکینوں کی جدوجہدِ آزادی کو ہمیشہ سنہری حروف سے لکھا جائے گا، جنھوں نے 1857ء کی جنگِ آزادی میں انگریز سامراج کے خلاف بھرپور مزاحمتی کردار ادا کیا۔ مجاہدین کی اس جماعت کی سربراہی رائے احمد خان کھرل شہیدؒ نے نبھائی۔

رائے احمد خان کھرلؒ 1776ء میں جھامرہ (فیصل آباد) میں سردار رائے نتھو خاں کھرل کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپؒ کے آبا و اجداد دریائے راوی اور دریائے چناب کے درمیانی علاقے کے قدیم باشندوں میں سے تھے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد بامہ لاشاریاں (اوکاڑہ) میں قرآنِ حکیم کی تعلیم حاصل کی اور ابتدائی کتب پڑھیں۔ فارسی زبان میں مہارت حاصل کی۔ اسی دوران اس وقت کے ایک بزرگ حضرت سیّد محمد سائیںؒ کی صحبت میں شیخوشریف میں 9 سال زیرِ تربیت رہے۔ ان کا اکثر وقت عوام کی فلاح و بہبود اور اُن کے سماجی مسائل کے حل میں گزرتا تھا۔ اسی دوران خاندان کی سربراہی کی ذمہ داری بھی ان کے کندھوں پر آ گئی تھی۔ نوعمری میں ہی سپہ گری میں ماہر تھے۔ 16 سال کی عمر میں 'سکھا شاہی' کے خلاف علَم بلند کیا اور خالصہ سرکار کی طرف سے مالیہ وصولی کی بھرپور مخالفت کی۔

اسی بنا پر علاقے میں آپؒ کا کافی اثر و رُسوخ تھا۔ علاقے کا لگان وصول کرنے کی ذمہ داری بھی آپؒ ہی کے پاس تھی۔ نظام حیدر آباد، مہاراجہ کشمیر اور والیٔ بہاولپور کے ساتھ دوستانہ مراسم تھے۔ انھی وجوہات کی بنیاد پر جب انگریز' پنجاب میں داخل ہوا تو ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ انگریز سرکار نے رائے صاحبؒ کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا، تاکہ اپنے مفادات کے حصول میں ان سے کام لیا جا سکے، لیکن انگریز کی جانب سے عوام پر ظلم و ستم کے نتیجے میں علمائے کرام نے جب کمپنی کی حکومت کے خلاف فتوے جاری کیے تو رائے احمد خان کھرلؒ بھی کمپنی کی حکومت کے خلاف ہو گئے۔ ملتان، لاہور اور بہاولپور کے اضلاع کے عوام و خاص کو انگریز کے خلاف جہاد کی تیاری پر آمادہ کرنا شروع کر دیا۔ یہ وہ وقت تھا جب علاقے کی دیگر سربرآوردہ شخصیات نے انگریزوں کے ساتھ دوستی نبھائی اور قوم کے ساتھ غداری کا ارتکاب کیا۔

10؍ مئی 1857ء کو میرٹھ سے شروع ہونے والی تحریکِ آزادی کی خبریں 13؍ مئی کو گوگیرہ (اوکاڑہ) پہنچ گئی تھیں۔ اس سے رائے صاحبؒ کی تحریک میں مزید تیزی آنا شروع ہو گئی۔ انگریز افسر نے مجاہدین سے نمٹنے کے لیے رائے احمد خانؒ سے گھوڑے اور جوان مانگتے ہوئے کہا کہ وہ بدلے میں ان کے لیے اہم سرکاری اعزاز کی سفارش کریں گے۔ رائے احمد خان کھرلؒ نے جواب دیا: ''ہم اپنا گھوڑا، عورت اور زمین کسی کے حوالے نہیں کرتے''۔

انگریز کے خلاف جدوجہد میں رائے صاحبؒ نے دریائے راوی کے کنارے دیگر قبائل کو بھی اپنے ساتھ ملایا۔ انھیں خطوط لکھے، تاکہ وہ اس لڑائی میں ان کا ساتھ دیں۔ اس وقت کے ڈی سی نے رائے احمد خانؒ کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھنا شروع کر دی۔ ان مذکورہ علاقوں میں جدوجہدِ آزادی کا عملی آغاز 8؍ جولائی 1857ء کو اس وقت ہوا جب تحصیل پاکپتن کے لوگوں نے حکومت کو لگان دینے سے انکار کر دیا۔ اس پاداش میں انگریز سرکار نے بہت سے نہتے شہریوں کو گوگیرہ جیل میں قید کر لیا۔ 26؍ جولائی 1857ء کو رائے احمد خانؒ نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جیل پر حملہ کر دیا اور قیدیوں کو رہا کرا لیا گیا۔ رائے صاحبؒ اور ان کے ساتھی حریت پسندوں کی یہ جدوجہدِ آزادی پنجاب کے 6 اضلاع تک پھیلی ہوئی تھی۔ آپؒ کی سربراہی اور رہنمائی میں اپنے اپنے علاقوں میں مجاہدین سرگرمِ عمل تھے اور انگریز سامراج کو بہت نقصان پہنچانے کا باعث بن رہے تھے۔ انگریز سرکار نے مجاہدین کا ساتھ دینے کے شبہ میں گوگیرہ کے نزدیک چیچہ وطنی اور کمالیہ کے 11 سپاہیوں کو ملتان میں توپ سے اُڑا دیا تھا۔

ماہِ اگست میں انگریزوں نے تمام سرداروں کو بُلا کر انھیں بغیر اجازت کے اپنے اپنے علاقوں کو چھوڑنے سے منع کیا اور فوجیوں کی تعداد میں بھی اضافہ کر دیا۔ اسسٹنٹ کمشنر مسٹر برکلے نے 20 سواروں کو روانہ کیا کہ وہ رائے احمد خاں کھرل کو گرفتار کریں۔ چوں کہ رائے صاحبؒ کے ہمراہ ایک بھاری نفری موجود تھی، اس لیے ان کو کامیابی نہ ہو سکی۔ رائے صاحب نے انگریز سرکار کو ایک پیغام بھیجا کہ: ''میں دہلی کے بادشاہ بہادر شاہ ظفر کا وفادار ہوں اور انگریزوں کی غلامی برداشت نہیں کر سکتا''۔ رائے صاحبؒ نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ لاہور اور ملتان کے درمیان ہونے والا انگریزوں کا رابطہ کاٹ دیا تھا۔ کارل مارکس نے 1857ء کے سلسلے میں انھیں مجاہدین کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ''پنجاب میں (انگریز سامراج کے لیے) ایک اَور خطرہ اُٹھ کھڑا ہوا''۔

ڈپٹی کمشنر خود رائے احمد خاںؒ سے مقابلے کے لیے روانہ ہوا اور اُن کے آبائی علاقے جھامرہ کو نذرِ آتش کر دیا۔ 19؍ ستمبر 1857ء کو لاہور سے سکھوں کی ایک بٹالین گوگیرہ پہنچی، تاکہ حریت پسندوں کا مقابلہ کر سکے۔ گوگیرہ کے مقام پر حریت پسندوں اور انگریز ظالموں کے درمیان زبردست معرکہ آرائی ہوئی۔ رائے احمد خان کھرلؒ کے ساتھ مختلف قبائل کے 1100 سے زائد مجاہدین موجود تھے، جو اپنی جانوں کا نذرانہ دینے کے لیے تیار تھے، لیکن اپنی سرزمین پر غیروں کی حکمرانی ان کے لیے قابلِ قبول نہیں تھی۔ انگریز کی تین مسلح کمپنیاں، 81 بٹالین اور انگریز بٹالین کی مزید دو کمپنیاں موجود تھیں۔ اس دوران مجاہدین نے اپنی طاقت و قوت کے جوہر دکھائے اور انگریز فوج کا بہت زیادہ نقصان ہوا۔ کمالیہ کے نواب رائے سرفراز نے غداری کرتے ہوئے رائے صاحبؒ کی موجودگی کا پتہ انگریز کو دیا۔ اس معرکے میں دھارا سنگھ نامی ایک غدار نے نمازِ عصر کی ادائیگی کے وقت رائے صاحب کی موجودگی کی مخبری کی۔

بقیہ: صفحہ 11 پر

رفتارِ کار | رپورٹ: سیّد نفیس مبارک ہمدانی، لاہور

تقریبِ رونمائی کتاب

"النُّجومُ السّاطِعَة شرح البُدُور البَازِغَة"

الحمدللہ! حکمتِ ولی اللّٰہی کی منفرد عقلی و بُرھانی تصنیفِ لطیف "البُدُورُ البَازِغَة" (تالیف: حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ) کی شرح مع تحقیق و تعلیق "النُّجُومُ السّاطِعَة" از حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہ دو جلدوں میں طبع ہو کر شائع ہوچکی ہے۔

اس کتاب کی تقریبِ رونمائی ۱۲؍رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ/ 3؍اپریل 2023ء بروز سوموار کو السعید بلاک ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور کے مسجد ہال میں منعقد ہوئی، جس میں شارحِ کتاب حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری، سرپرست ادارہ رحیمیہ ڈاکٹر مفتی سعیدالرحمٰن، صدر ادارہ مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی، ڈائریکٹر اکیڈیمکس و رئیس دارالافتا ادارہ مولانا مفتی عبدالقدیر، ڈائریکٹر ایڈمن ادارہ مولانا مفتی محمد مختار حسن اور شیخ الحدیث ادارہ مولانا مفتی محمد اشرف عاطف مدظلہم کے ساتھ ساتھ ملک بھر سے علما، پروفیسرز، وکلا، ڈاکٹرز، انجینئرز اور طلبا سمیت زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے نمائندہ افراد نے شرکت کی۔

"البُدُورُ البَازِغَة" عربی زبان میں حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی تصنیف ہے، جو حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہ کی تحقیق و تعلیق اور شرح کے ساتھ ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور کے شعبہ "رحیمیہ مطبوعات لاہور" سے شائع کی گئی ہے۔ اس کتاب میں حضرت رائے پوری مدظلہ نے تدقیق و تحقیق کے ساتھ اس کے متن کو مختلف نسخوں اور طباعتوں سے موازنہ و مقارنہ کر کے تصحیح شدہ متن مرتب کیا، تاکہ باذوق اہلِ علم قارئین اس سے کما حقہ استفادہ کرسکیں۔ نیز ان کے فہم و مطالعہ کو آسان بنانے کے لیے پیراگرافنگ اور عنوانات قائم کیے ہیں۔ بعض جگہ نکات کی شکل میں عبارت کو واضح کر دیا گیا۔ اس کے مشکل الفاظ و جملوں کی لغوی تحقیق کی۔ نیز اس کے ساتھ ساتھ اس کتاب کی مشکل عبارتوں کی تشریح حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی ہی دیگر تصانیف سے کر دی گئی ہے۔

اس کتاب کے آغاز میں حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی سعیدالرحمٰن (سرپرست ادارہ رحیمیہ و سابق صدر شعبہ علومِ اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان) کا تحریر کردہ "الکلمات الابتدائیۃ" اور مولانا ڈاکٹر تاج افسر (ڈپٹی ڈین فیکلٹی آف اصول الدین و سربراہ شعبہ تفسیر و علوم القرآن ڈیپارٹمنٹ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد) کی "تقریظ" بھی شاملِ اشاعت ہے۔ اس کے علاوہ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ پر امامِ انقلاب عبیداللہ سندھیؒ کا "تذکرۃ حکیم الھند"، مفتی عبدالقدیر (شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ اشاعت العلوم چشتیاں) کا تحریر کردہ شارحِ محترم کے حالاتِ زندگی سے متعلق مضمون، نیز حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی سوانح کا ایک جامع خلاصہ "سیرۃ الامام المؤلف" کے عنوان سے حضرت آزاد رائے پوری مدظلہ نے لکھا ہے، بھی شاملِ اشاعت ہے۔

شارحِ کتاب مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہ نے کتاب کے آغاز میں ایک تفصیلی مقدمہ بھی تحریر کیا ہے، جس میں کتاب کا پسِ منظر، اہمیت اور اس کتاب کی تحلیل کرتے ہوئے اس کے اہم نکات بیان کیے ہیں۔ نیز کتاب کے موضوع و مقصد پر روشنی ڈالی ہے اور اس کی طباعتوں اور قلمی نسخوں کا مکمل تعارف بھی کرایا ہے۔

کتاب کی تقریبِ رونمائی کی نظامت کے فرائض مولانا محمد عباس شاد نے انجام دیے۔ تقریب کا آغاز مولانا قاری محمد اسلم کی تلاوتِ کلامِ پاک کے ساتھ ہوا۔ مولانا قاری محبوب الرحمٰن انور نے نعت النبی ﷺ پیش کی۔ اس کے بعد مولانا ڈاکٹر مفتی سعیدالرحمٰن نے کتاب "النُّجُومُ السّاطِعَة شرح البُدُور البَازِغَة" کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے شارحِ کتاب حضرت آزاد رائے پوری کی علمی و تحقیقی کاوشوں کو سراہا اور انھیں امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے علوم و معارف کے حوالے سے کام کرنے پر خراجِ تحسین پیش کیا۔

اس کے بعد شارحِ کتاب حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کتاب "البُدُور البَازِغَة" کے مضامین کا خلاصہ بیان کیا۔ نیز اس میں کیے گئے تحقیقی کام پر روشنی ڈالی اور کتاب کی اشاعت کی تاریخی روداد بیان کی۔ اس موقع پر انھوں نے ڈاکٹر مفتی سعیدالرحمٰن، مولانا مفتی عبدالقدیر صاحبان اور دیگر معاونین کا اس علمی کام میں تعاون پر شکریہ بھی ادا کیا۔

تقریبِ رونمائی کا اختتام شارحِ کتاب حضرت رائے پوری مدظلہ کی دعا کے ساتھ ہوا۔ یہ کتاب رحیمیہ بک شاپ، 33/A کوئینز روڈ، شارع فاطمہ جناح، لاہور سے رعایتی قیمت پر حاصل کی جاسکتی ہے۔

برائے رابطہ: 00-92-42-36307714,36369089

بقیہ: شیرِ پنجاب رائے احمد خان کھرل شہیدؒ

رائے صاحبؒ کو عین نماز کی حالت میں 21؍ستمبر 1857ء کو گشکوری کے قریب 'نورے دی ڈل' کے مقام پر شہید کر دیا گیا۔ شہادت کے بعد ان کے سر کو تن سے جدا کر کے گوگیرہ جیل میں لٹکا دیا، جو بعد میں امیر نامی ایک شخص نے سر کو وہاں سے حاصل کیا اور مزار کے قریب دفن کر دیا۔ آپؒ کی شہادت کے بعد بھی مجاہدین نے جدوجہد جاری رکھی، لیکن مقامی غداروں کی وجہ سے زیادہ دیر نہ چل سکی۔ جس کے بعد انگریزوں نے رائے احمد خاں کھرلؒ کا ساتھ دینے کی پاداش میں مقامی آبادی کو نشانہ بنایا اور ظلم و ستم کی انتہا کر دی۔ رائے احمد خان کھرلؒ کی تدفین ان کے آبائی علاقے جھامرہ (تحصیل تاندلیاں والا) کے "مگھیانہ قبرستان" میں کی گئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حریت و آزادی سے سرشار ایسے مجاہدین کی علمی جدوجہد کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

Monthly RAHIMIA Lahore CPL No. 59

منظوم کلام

شاعر: شوکت علی علوی
معروف بہ ''شمسی مینائی'' (1919-1988ء)

'سب کچھ ہے اپنے دیس میں، روٹی نہیں تو کیا'

سب کچھ ہے اپنے دیس میں ، روٹی نہیں تو کیا
وعدہ لپیٹ لو ، جو لنگوٹی نہیں تو کیا

عالم بڑے بڑے ہیں، تو لیڈر گلی گلی — بارش ہے افسروں کی ، تو دفتر گلی گلی
شاعر ، ادیب اور سخن وَر گلی گلی — سقراط در بہ در ہیں ، سکندر گلی گلی
سب کچھ ہے اپنے دیس میں ، روٹی نہیں تو کیا

حاکم ہیں ایسے کہ دیس کا قانون توڑ دیں — رشوت ملے تو قتل کے مجرم بھی چھوڑ دیں
نگراں، جو ملزمان کی آنکھیں بھی پھوڑ دیں — سرجن ہیں ایسے، پیٹ میں اَوزار چھوڑ دیں
سب کچھ ہے اپنے دیس میں ، روٹی نہیں تو کیا

ہر قسم کی جدید عمارت ہمارے پاس — ہر ایک پردہ دار تجارت ہمارے پاس
اپنوں کو لوٹنے کی جسارت ہمارے پاس — کھیلوں میں ہارنے کی مہارت ہمارے پاس
سب کچھ ہے اپنے دیس میں ، روٹی نہیں تو کیا

ہر سَمت راج پاٹ کا جھنڈا گڑھا ہوا — ہر راستے میں فلمی نگینہ جڑا ہوا
ہر موڑ پر جوان سپاہی کھڑا ہوا — ہر شئے کے انتظام پہ پردہ پڑا ہوا
سب کچھ ہے اپنے دیس میں ، روٹی نہیں تو کیا

نینوں کے مئے کدے ہیں تو زلفیں دراز بھی — بولی میں وہ مٹھاس کہ بجتے ہیں ساز بھی
ہر سمت ہے غرور تو ہر دل میں ناز بھی — بنتے ہیں اپنے گھر میں ہوائی جہاز بھی
سب کچھ ہے اپنے دیس میں ، روٹی نہیں تو کیا

ہر کام چل رہا ہے یہاں پر بیان سے — سرکار کے ستون تو رہتے ہیں شان سے
قرضہ تو مل رہا ہے ہمیں ہر دُکان سے — خیرات آ رہی ہے بڑی آن بان سے
سب کچھ ہے اپنے دیس میں ، روٹی نہیں تو کیا

یہ نور کا نہیں تو سیاہی کا طور ہے — ہر جھوٹ ہر گناہ کا ہم کو شعور ہے
دُنیا کے اَور دیسوں کو دَھن پہ غرور ہے — فنِ گداگری پر ہمیں بھی عبور ہے
سب کچھ ہے اپنے دیس میں ، روٹی نہیں تو کیا

جنتا سے کہہ دو شور مچانا فضول ہے — تکلیف کا بیان سنانا فضول ہے
شاہانِ قوم کو تو ستانا فضول ہے — سوتے ہیں سُکھ کی نیند جگانا فضول ہے
سب کچھ ہے اپنے دیس میں ، روٹی نہیں تو کیا

دینی مسائل

اس صفحے پر قارئین کے سوالات کے جوابات دیے جاتے ہیں!

از حضرت مفتی عبدالقدیر شعبۂ دارالافتا ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور

سوال فالج زدہ شخص جس کا داہنا ہاتھ اور پاؤں کام نہ کرتا ہو اور پیشاب کی نالی بھی لگی ہوئی ہو، اس کے لیے وضو کرنا بہتر ہے؟ یا ایک ہاتھ سے تیمّم کر سکتا ہے؟ نور محمد، کراچی

جواب اگر مریض شخص کو کوئی دوسرا شخص وضو کروانے والا موجود ہو تو وضو کروا دے، ورنہ وہ شخص اپنے درست ہاتھ سے چہرہ اور فالج زدہ ہاتھ پر تیمّم کر لے۔

سوال اگر کسی شخص نے قرآن پاک چھونے کی نیت سے تیمّم کیا، تو اس تیمّم سے فرض نماز کی ادائیگی جائز ہے؟

جواب اس تیمّم سے نماز جائز نہیں، کیوں کہ نماز عبادتِ مقصودہ ہے، اس کے لیے علاحدہ سے تیمّم کرنا ہوگا۔

سوال کیا سفر میں قصر نمازوں میں دو رکعت پڑھنا ضروری ہے؟ اگر پوری نماز پڑھ لی تو کیا نماز ہو جائے گی؟

جواب احناف کے ہاں سفر میں فرض اصل میں دو ہی رکعت ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مشہور حدیث بھی ہے کہ: ''اصل نماز دو رکعت فرض ہیں، جو سفر میں اصل پر باقی رہے اور حضر کی تین نمازوں میں دو دو رکعت کا اضافہ کیا گیا''۔ لہٰذا سفر میں دو رکعت پڑھنی چاہیے، اگر غلطی سے چار پڑھ لیں تو دو رکعت نفل شمار ہوں گی۔

سوال کیا اسلام میں سیاست اور مذہب میں علاحدگی کا تصور جائز ہے؟ نیز کیا مذہبی اعمال و رسوم کی ادائیگی اور سیاسی نظریہ و عمل سے برأت سے ایمان قائم رہے گا؟
محمد نعمان، چشتیاں

جواب حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ سوال کے جوب میں فرماتے ہیں:

1۔ انبیا علیہم السلام دین و سیاست کے حامل ہوتے ہیں اور خود بھی سیاسی اُمور میں شریک اور عامل رہتے ہیں۔

2۔ اسلام اس معاملے میں خصوصی امتیاز رکھتا ہے۔ اس کی ابتدائی منزل ہی سیاست سے شروع ہوتی ہے۔ اس کی تعلیم مسلمانوں کی دینی اور سیاسی زندگی کے ہر پہلو پر حاوی اور کفیل ہے۔

3۔ قرآن پاک میں جنگ اور صلح کے قوانین و احکام موجود ہیں، کتبِ احادیث و فقہ میں عبادات و معاملات کے پہلو بہ پہلو ملکی سیاست کے مستقل ابواب موجود ہیں۔

4۔ دین کے ماہر شرعی سیاست کے بھی ماہر ہوتے ہیں۔ (کفایت المفتی، ج:9، ص:314)

لہٰذا دین اور ملک اور قوم کے لیے دینی سیاست کی علاحدگی کے تصور کی کوئی گنجائش نہیں ہے، ایسا عقیدہ رکھنا گمراہی اور ناحق ہے۔

مدیرِ اعلیٰ مفتی عبدالخالق آزاد طابع و ناشر نے اے۔ جے پرنٹرز 28/A نسبت روڈ لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہ نامہ ''رحیمیہ'' رحیمیہ ہاؤس 33/A کوئینز روڈ لاہور سے جاری کیا۔